عہدِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فقہی تربیت

اور عہدِ تابعینؒ میں اُس کے نتائج وثمرات (چھٹی قسط)

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

''عہدِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فقہی تربیت اور اس کے نتائج وثمرات'' کی سرگزشت آپ کی نظر سے گزری، جو خیر القرون کی دو اہم کڑیوں عہدِ رسالتؐ اور عہدِ صحابہؓ پر محیط تھی۔

اس سلسلے کی تیسری اہم کڑی عہد تابعینؒ (۱) پر مشتمل ہے۔ یہ گوناگوں پہلو رکھتی ہے، اس میں بحث کی زیادہ گنجائش ہے۔ بعض جامعات میں اس کے بعض پہلوؤں پر تحقیقی کام ہوا بھی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس طرح عہدِ صحابہؓ میں پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم نے احکام پر کام کیا، دور صحابہؓ میں کسی اور صحابیؓ سے اس میں شرکت منقول نہیں، اسی طرح عہدِ تابعینؒ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے تابعی ہیں جن سے شریعت کے تمام ابواب کی تشکیل وتدوین کتابی صورت میں ظہور پذیر ہوئی۔ یہ کام قدرت کی طرف سے انہی کے لیے مقدر تھا، وہی احکام شریعت کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ چنانچہ نقد حدیث ورجال کے اپنے وقت کے مشہور عالم یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۰-۱۹۸ھ/ ۷۳۷-۸۱۳ء) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے تھے:

'' إنّه و اللّٰه أعلم هذه الأمة بما جاء عن اللّٰه و رسوله ۔'' (۲)

''واللہ! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس امت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے سب سے بڑے عالم تھے۔''

چنانچہ فقہی خدمت کی یہ سعادت دوسرے قرون میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں کے حصہ میں آئی، مفتیِ مشرق محدث وفقیہ خلف بن ایوب بلخی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۹-۲۰۵ھ) فرماتے تھے:

'' صار علم من اللّٰه تعالٰی إلٰی محمد صلی اللّٰه علیه وسلم ثم صار إلی أصحابه ثم صار إلٰی التابعین، ثم صار إلٰی أبی حنیفةؒ و أصحابه فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط ۔'' (۳)

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم محمد ﷺ کو پہنچا، پھر وہ علم رسالتمآب ﷺ کی طرف سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں آیا، پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں پھیلا، پھر تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں

''صحیح حدیث محض اپنے سلسلۂ سند سے نہیں پہچانی جاتی، اس کی صحت تین باتوں سے معلوم ہوتی ہے: ۱:...فہم وفراست، ۲:...حفظ، ۳:...کثرتِ سماع۔''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مذکورۂ بالا تینوں صفات سے بدرجہ اتم بہرہ ور ہیں، اس امر کا صحیح اندازہ امام موصوف کی تحصیل وطلب علم سے کیا جا سکتا ہے جو مختصراً ہدیۂ ناظرین ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحصیل حدیث کا زمانہ

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۸ھ نے تصریح کی ہے کہ موصوف نے حدیث کی تحصیل ۱۰۰ھ اور اس کے بعد کے سالوں میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''أنّ الإمام أباحنيفةؒ طلب الحديث و أكثرمنه فی سنة مائة و بعدها۔''(۱۴)

''بلاشبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۰ھ اور اس کے بعد کے سالوں میں حدیث کی تحصیل کی اور بہت زیادہ کی ہے۔''

مؤرخ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورۂ بالا بیان سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ۱:...طلبِ حدیث، ۲:...حدیث کی کثرتِ طلب، اور ۳:...طلب حدیث کے زمانے کی تعیین سے ایک محقق کے لیے بہت سے علمی گوشے کھل جاتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱:..... یہاں یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم کا عہد ۱۸۰ھ-۷۹۶ء میں ختم ہوا ہے۔ چنانچہ علامہ حافظ سراج الدین معروف بابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۰۴ھ ''المقنع فی علوم الحديث، ۲/ ۵۱۵'' مکہ، دار الفوز للنشر، ۱۴۱۳ھ میں اور صاحب تدریب الراوی، طبع: مکہ ۱۳۷۹ھ، ص: ۴۳۳، میں رقمطراز ہیں کہ: ''أوّل التابعين وفاةً أبوزيد معضد بن زيد سنة ثلاثين فی خلافة عثمانؓ و آخرهم خلف بن خليفة، مات بعد ثمانين ومائة''۔..... ''تابعین میں سب سے پہلے وفات پانے والے ابوزید معضد بن زید رحمۃ اللہ علیہ تھے، موصوف خلافت عثمانی ۳۰ھ میں شہید ہوئے تھے۔ اور تابعین میں سب سے آخر میں انتقال کرنے والے خلف بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے، موصوف کا انتقال ۱۸۰ھ میں ہوا تھا۔''

۲:.....مقدمۃ کتاب التعلیم، تالیف مسعود بن شیبہ السندی، حیدرآباد السند، لجنۃ احیاء الادب السندی، ۱۹۶۵ء، ص: ۱۳۴۔

۳:.....تاریخ بغداد، ج: ۱۳، ص: ۳۳۶۔ ۴:.....تبییض الصحیفہ، طبع دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۳۴ھ، ص: ۳۶۔

۵:.....فضیل بن غزوان الضبی الکوفی (بعد ۱۴۰ھ) کا تذکرہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الإمام المحدث الثقة'' کے الفاظ سے کیا ہے۔ یہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں، حضرت عکرمہ مولیٰ ابن عباسؓ اور سالم بن عبداللہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن فضیل، عبداللہ بن المبارک اور یحییٰ القطان وغیرہ موصوف سے روایت کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے موصوف کو ثقہ قرار دیا۔ یہ ایسے بلند پایہ فقہا میں سے ہیں جن کی راتیں فقہی مسائل کی بحث میں گزرتی تھیں۔ امام موصوف کا تذکرہ علامہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے طبقات الفقہاء میں اور ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ سے غیر معمولی جستجو کے باوجود نام رہ گیا، بلکہ اور بھی ایسے کتنے فقہاء ومجتہد ہوں گے جن کا تذکرہ ونام ان سے رہ گیا ہوگا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج: ۶، ص: ۲۰۳، تہذیب الکمال، بیروت، دار المامون للتراث، ج: ۲، ص: ۵-۱۱)

۶:.....**مغیرة بن مقسم الضبی مولاهم الأعمٰی الکوفی** صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔مورخ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف کا تذکرہ ان الفاظ سے کیا ہے:''**الإمام، العلامه الثقة الضبی الکوفی الأعمٰی**''۔صغار تابعین میں موصوف کا شمار ہوتا ہے،عکرمہ،ابراہیم نخعی اور شعبی کے شاگرد ہیں۔تابعین میں سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف سے روایت کی ہے۔شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یہ حکم اور حماد دونوں سے بڑے حافظ تھے اور ابوبکر بن عباس کہتے ہیں:''**مارأیت أفقه منه**''.....''میں نے موصوف سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا، چنانچہ میں ان سے چمٹا رہا۔'' (سیر اعلام النبلاء:۶/۱۱) جریر بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف کے حفظ کے متعلق خود مغیرہ کا قول نقل کیا کہ:''**ماوقع فی سمعی شئی فنسیته**''میرے کانوں میں کوئی چیز پڑی ہو، پھر میں اس کو بھولوں ایسا نہیں ہوا۔اس پر علامہ الذہبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں:''**هذا واللّٰه الحفظ، لا حفظ من درس کتاباً مرات عدةٍ، حتی عرضه، ثم علیه، ثم درسه فحفظه، ثم نسیه أو أکثره**۔''(سیر اعلام النبلاء:۶/۱۱).....''واللہ حفظ یہ ہے،اس کا حفظ نہیں جس نے کتاب کئی بار پڑھائی، یہاں تک کہ اسے طلبہ میں پیش کیا،انہیں پڑھائی، سنائی، پھر اس پر توجہ کی اور محفوظ کر لی، پھر اسے پڑھایا تو یاد کیا، پھر اسے بھول گئے یا اس کا اکثر حصہ ذہن سے جاتا رہا۔'' حافظ عجلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۲۶۱ھ فرماتے ہیں:''**مغیرة ثقة فقیه کان من فقهاء أصحاب إبراهیم، وکان أعمٰی**۔''(تاریخ الثقات،ص:۴۳۷،وسیر اعلام النبلاء،ج:۶، ص:۱۲).....''مغیرہ،ثقہ اور فقیہ تھے،ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے اور اندھے تھے۔'' ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:''**کان ثقة کثیر الحدیث**۔''(الطبقات الکبریٰ،ج:۶،ص:۳۳۷)''مغیرہ ثقہ اور ان کے پاس حدیث کا ذخیرہ بہت تھا۔'' امام کا قول ۱۳۳ھ اور ابن معلی فرماتے ہیں:۱۳۴ھ میں انتقال ہوا تھا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے آخر سے دوسری صدی ہجری کی تیسری دہائی تک فقہا کا جن میں اندھے بھی ہوتے راتوں میں فقہی مسائل پر بحث کا معمول تھا۔مذکورہ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اس سنت متواترہ پر گامزن رہے، پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں نے اس طریقہ کو اپنایا اور یہ طریقہ امام ابوبکر الجصاص رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۷۰ھ کے زمانے تک اس پر عمل جاری تھا۔(احکام القرآن للجصاص،ج:۲،ص:۵۹۰)

۷:.....تاریخ الاسلام (حوادث ووفیات ۱۳۱-۱۴۰ھ) ص:۵۴۲۔

۸:.....استصحاب حال یہ ارباب اصول کی اصطلاح ہے،جس کا مطلب یہ ہے کہ حکم ثابت کرنے والا اس چیز کو باقی رکھنے والا نہیں ہے، اس لیے کہ ایک چیز کی ایجاد اور ہے اور اس چیز کو باقی رکھنا اور بات ہے،اس لیے ضروری نہیں کہ جس دلیل نے اس کو زمانۂ ماضی میں وجود بخشا ہے وہ دلیل اس کو زمانۂ حال میں باقی رکھنے والی ہو،اس لیے کہ بقا عرض ہے جو وجود کے بعد لاحق ہوتی ہے،عرض اس چیز کی عین اور ذات نہیں ہے،لہٰذا وجود سے بقا کی نفی کرنا درست ہے، چنانچہ یہ کہنا درست ہے کہ ایک چیز وجود پذیر ہوئی اور باقی نہیں رہی،لہٰذا اب بقا کے لیے ایک جداگانہ سبب درکار ہے،تو تنہا استصحاب کے حکم سے بقا کا حکم کرنا بغیر دلیل کے حکم لگانا ہے،اور یہ بات درست نہیں،اس کے لیے جداگانہ دلیل کی حاجت ہے اور وہ موجود نہیں۔(کشاف اصطلاحات الفنون،لاہور،سہیل اکیڈیمی ۱۹۹۲ء،ج:۱،ص:۸۰۹)

۹:.....اصول السّرخسی،مصر،دارالکتاب العربی،۱۳۷۲ھ،ج:۲،ص:۱۱۳(ولہ) المحرر فی اصول الفقہ،بیروت،دارالکتب العلمیہ،۱۹۹۶ء،۲/۸۷۔

۱۰:.....کنز الوصول الی معرفۃ الاصول،کراچی،اصح المطابع،۱۳۸۶ھ،ص:۴-۵۔

۱۱:.....احمد بن محمد الطحاوی،مختصر الطحاوی،القاہرہ،دارالکتاب العربی،۱۳۷۰ھ،ص:۳۳۲۔

۱۲:.....ابن قیم جوزیہ،اعلام الموقعین عن رب العالمین،بیروت،دارالجیل ب ت،ج:۲،ص:۴۷۔

۱۳:.....معرفۃ علوم الحدیث،ص:۵۹۔(التاسع عشر من علوم الحدیث)۔ ۱۴:.....سیر اعلام النبلاء،ج:۶،ص:۳۹۶۔

(جاری ہے)